وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق مدارس وجامعات میں قرآن کریم کی تدریس ونصاب

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[گذشتہ ماہ نومبر میں انٹرنیشنل یونی ورسٹی اسلام آباد کے زیر اہتمام ''پاکستان میں مطالعہ قرآن کی صورت حال، مشکلات اور حل'' کے عنوان سے تین روزہ قومی کانفرنس منعقد کی گئی۔جس میں حضرت ناظم اعلیٰ وفاق نے بھی شرکت کی اور ایک نشست کی صدارت کی۔اس کانفرنس میں حضرت ناظم اعلیٰ نے اپنے موضوع پر جو گفتگو فرمائی وہ افادہ عام کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے.................................ادارہ]

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی،أما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ...... بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان﴾

معزز سامعین، اصحابِ علم وفضل اور قابلِ احترام شرکاءِ مجلس! سب سے پہلے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے "ادارہ تحقیقات اسلامی" کو "اقبال بین الاقوامی ادارہ برائے تحقیق ومکالمہ" اور "ہائر ایجوکیشن کمیشن" کے تعاون سے "پاکستان میں مطالعہ قرآن کی صورتِ حال، مشکلات اور حل" کے موضوع پر سہ روزہ قومی کانفرنس کے انعقاد پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، بلاشبہ "مطالعہ قرآن" وقت کی ضرورت بھی ہے اور دین کی ضرورت بھی، وقت اور دین کے اس تقاضے کا احساس قابل تحسین بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔اس کانفرنس میں شرکت اور ایک نشست کی صدارت میرے لئے باعثِ سعادت ہے۔دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے باعثِ مغفرت بھی بنادیں (آمین) میں منتظمین کا اس عزت افزائی پر شکر گزار ہوں۔

معزز سامعین! انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کے زیر اہتمام پاکستان میں مطالعہ قرآن کی صورت حال کے

موضوع پر یہ کانفرنس ’’ظنوا المومنین خیرا‘‘ کے اصول کے مطابق یقیناً خلوص اور جذبہ اشاعت قرآن کریم کے تحت منعقد کی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج قرآن کریم ہماری زندگیوں سے نکل گیا ہے۔ ہم اگرچہ کئی کام انفرادی سطح پر کرتے ہیں لیکن اجتماعی سطح پر پہلا قدم رکھتے ہی پیچھے ہٹ جاتے ہیں اجتماعی مسائل میں ہماری یہی حالت ہے کہ ہم دین پر عمل نہیں کرتے۔

انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی نے مطالعہ قرآن کی صورت حال کے موضوع پر کانفرنس منعقد کر کے قابل تعریف اقدام کیا ہے۔ کاش کوئی ادارہ ’’عمل بالقرآن کی صورت حال‘‘ پر بھی کانفرنس بلا کر ہم سب کو دعوت فکر و عمل دے۔ میں آپ حضرات کی خدمت میں "وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق مدارس و جامعات میں قرآن کریم کی تدریس و نصاب" کے موضوع پر چند گزارشات سے قبل "وفاق المدارس" کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے احساس تشکر کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں یہ حقیقت لانا چاہتا ہوں کہ ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ نے وطن عزیز میں قرآن کریم کی تعلیم و تدریس، اہلِ اسلام کو قرآن کریم کے قریب لانے اور ملک میں قرآن حکیم کے نظام کے لئے اپنے قیام 1378ھ مطابق 1959ء سے لے کر آج تک قابلِ فخر خدمات انجام دی ہیں۔ ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ کا یہ سفر جاری ہے اور ان شاء اللہ العزیز اکابر و بانیان وفاق کی دعاؤں اور تمناؤں کے مطابق وفاق المدارس کی خدمات کا دائرہ وسیع ہوتا رہے گا۔

آپ حضرات کے علم میں یہ حقیقت ہوگی کہ پاکستان کے منتشر دینی مدارس کو مجتمع اور ایک نظام میں منسلک کرنے کی تجویز سب سے پہلے میرے جد امجد عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہٗ نے جامعہ خیر المدارس، ملتان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں پیش کی۔ اس اجلاس میں "وفاق المدارس" کی باقاعدہ تشکیل اور لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ ہی کی تحریک پر اس کمیٹی کے کنوینر حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ مقرر کیے گئے۔ اس کمیٹی کے یکے بعد دیگرے کئی اجلاس حصولِ مقصد کے لئے دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں منعقد ہوتے رہے اور بالآخر یہ عظیم الشان ادارہ ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ قائم ہوگیا۔ اس کے پہلے صدر شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس سرہٗ منتخب کیے گئے۔ حضرت افغانیؒ کے عہدہ صدارت کی میعاد مکمل ہونے کے بعد میرے جد امجد حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کا بحیثیت صدر انتخاب کیا گیا۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ اور اب حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم اس منصب کی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔

جہاں تک وفاق سے ملحق مدارس دینیہ میں تعلیم و تدریس قرآن کریم کا تعلق ہے تو آپ حضرات جانتے ہیں کہ مدارس دینیہ کے نصاب اور تعلیم کا مرکز و محور ’’قرآن و حدیث‘‘ ہیں، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ صرف قرآن کریم ہے تو غلط نہ ہوگا اس

لئے کہ احادیث شریفہ بھی اسی لئے پڑھی پڑھائی جاتی ہیں کہ ان کے بغیر قرآن کریم اور مرادِ خداوندی تک رسائی ممکن نہیں۔ گویا مدارس دینیہ میں نورانی قاعدہ سے لے کر بیضاوی شریف تک ہر کتاب کی تعلیم وتدریس کی علت غائیہ قرآن کریم کا سمجھنا اور سمجھانا ہے جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ نبوت سے نقل فرمایا: "خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ" (متفق علیہ)

قرآن کریم کے حقوق:...... آج دُنیا میں حقوق کی جنگیں لڑی جارہی ہیں۔ کہیں خواتین کے حقوق کی بات ہورہی ہے تو کہیں جانوروں کے حقوق کی لیکن آج مسلمان کو یہ نہیں معلوم کہ اس پر قرآن کریم کے کتنے حقوق ہیں اور کس کس حق کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب ہورہا ہے۔

قرآن کریم کا پہلا حق ایمان وتعظیم ہے:...... ایمان اقرار وتصدیق کا نام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اقرار تو کرتے ہیں لیکن یقین وتصدیق کی ہمارے اندر کمی ہے۔ شمس العلماء حضرت افغانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ یقین کے ساتھ چستی لازم ہے۔ جس قدر یقین میں کمی ہوگی اسی قدر سستی اور غفلت ہوگی۔ اب ہم اپنا جائزہ لے لیں کہ ہم قرآن کو کتنا وقت دیتے ہیں اور جن امور کی افادیت ونافعیت کا یقین ہمارے قلوب میں بیٹھا ہوتا ہے انہیں کتنا وقت دیتے ہیں؟ قرآن کریم کو متوارث مذہبی عقیدے کے مطابق صرف مقدس آسمانی کتاب سمجھنا کافی نہیں۔ جس کا زندگی اور اس کے معاملات سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ ایمان ویقین کا تقاضا ہے کہ ہماری زندگیاں قرآن کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوں: صبغة اللہ ومن احسن من اللہ صبغة (البقرة)

قرآن کریم کا دوسرا حق:...... قرآن کریم کا دوسرا حق قرآن کی تلاوت وترتیل ہے۔ قرآن کی تلاوت بار بار کرنے کی ضرورت ہے جس طرح جسم انسانی بار بار کھانے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح روح انسانی بھی غذا کی محتاج ہے اور روح کی سب سے عمدہ غذا تلاوت قرآن کریم ہے۔ واضح رہے کہ تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو تجوید کے قواعد کا لحاظ کرکے پڑھا جائے، یعنی قاری کو مخارج، صفات اور رموز واوقاف کا علم ہونا چاہئے۔ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں کتنے اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں ہیں جو قرآن کریم کے اس حق کو ادا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ عصری علوم کی تعلیم وتدریس پر اربوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں لیکن اربوں کے بجٹ میں قرآن کی تعلیم وتصحیح کے لئے ایک پائی بھی نہیں ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اگر یہ غریب دینی مدارس نہ ہوتے تو آج آپ کو پورے پاکستان میں صحیح تلاوت کرنے والا ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا: "فاعتبروا یا اولی الابصار"

قرآن کریم کا تیسرا حق:...... قرآن کریم کا تیسرا حق قران کریم کو سمجھنا اور اس پر غور وفکر کرنا ہے جسے اصطلاحاً تذکر وتدبر کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی ہمیں وہی شکوہ قوم اور قوم کے راہنماؤں سے ہے جنہوں نے دنیا کے علوم وفنون حاصل کرنے میں زندگیاں صرف کیں، اپنی تو کیا غیر ملکی زبانیں بھی سیکھیں، ایسے لوگ اگر قرآن صحیح نہ پڑھیں یا بغیر سمجھے پڑھیں تو

عین ممکن ہے کہ یہ قرآن کریم کی تحقیر وتوہین کے مرتکب قرار پائیں۔قرآن کریم سے ہماری غفلت کا یہ عالم ہے کہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک اہم وزارت پر فائز صاحب سورۃ اخلاص بھی نہ پڑھ سکے۔

تذکر بالقرآن یہ ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کی جائے جسے حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر انسان کے لئے سہل فرمادیا ہے۔سورۃ القمر میں چار مرتبہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا اور قرآن سے نصیحت حاصل کرنے کا حکم بانداز خبر دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ''ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا یا ہے،تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟'' جبکہ تدبر فی القرآن یہ ہے کہ قران کریم میں غور وخوض کیا جائے۔قرآن مجید وہ سمندر ہے،جس کی گہرائی کا کسی کو اندازہ نہیں ہوسکا۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تدبر وتفکر میں کئی کئی سال لگاتے تھے۔وہی عبداللہ بن عمرؓ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دن میں قرآن ختم کرنے کا حکم فرمایا تھا وہ صرف سورۃ البقرہ کے تدبر پر آٹھ سال لگادیتے ہیں حالانکہ وہ آیات کا شانِ نزول،عربی زبان اور دیگر قواعد سب جانتے تھے،ان کے سیکھنے کی انہیں حاجت ہی نہ تھی۔

واضح رہے کہ قرآن کریم میں تدبر کی شرائط بہت کڑی ہیں۔اس کام کے لئے اولاً عربی زبان کے قواعد کا گہرا اور پختہ علم ضروری ہے،پھر اس کے ادب کا ایک ستھرا ذوق اور فصاحت وبلاغت کا عمیق فہم لازمی ہے۔اس کے علاوہ قرآن کریم کی اصطلاحات،نظم قرآنی،ترتیب نزولی اور آیات وسور کا باہمی ربط جاننا بھی ضروری ہے۔جس بزرگ نے یہ لکھا ہے کہ قرآن سمجھنے کے لئے اوسط درجہ کا پروفیسر ہونا کافی ہے وہ قرآنی علوم ومعارف کے سمندر کی وسعت وعمق کا صحیح اندازہ نہیں لگاسکے۔افسوس کہ آج ریٹائرڈ ہونے والا ہر پروفیسر،ڈاکٹر،انجینئر یا جسے کوئی اور مشغلہ نہ ملے وہ طبع آزمائی کے لئے قرآن کا انتخاب کرتا ہے۔

قرآن کریم کا چوتھا حق:......قرآن کریم کا چوتھا حق عمل واقامت ہے۔قرآن کریم معاذ اللہ جادو،منتر کی کتاب نہیں کہ اس کی تلاوت صرف دفع بلیات کے لئے کی جائے،نہ صرف برکت وثواب کی کتاب ہے کہ اسے لکھ کر دکان یا مکان پر لٹکا دیا جائے،یا مردے بخشوانے کے لئے اس کی تلاوت کی جائے بلکہ یہ ہدی للناس ہے اس کے نزول کا مقصد ہدایت حاصل کرنا اور اسے اپنی زندگیوں کا رہبر بنانا ہے۔پھر عمل کے دو پہلو ہیں:ایک انفرادی،دوسرا اجتماعی۔ایسے احکام جن کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے ان کا تو انسان فی الفور مکلف ہوجاتا ہے البتہ ایسے احکام جن کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے جیسے فوجداری قوانین کا نفاذ،ان کی ترویج وتنفیذ کے لئے کوشش کرتے رہنا ضروری ہے اسی کا نام اقامت ہے۔

قرآن کریم کا پانچواں حق:......قرآن کریم کا پانچواں حق تبلیغ وتبیین ہے یعنی اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''بلغوا عنی ولو آیۃ'' گویا کسی مسلمان کو صرف ایک آیت ہی آتی ہو تو وہ اسے پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔اس فرض سے کوئی مسلمان بری نہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم وتعلم قرآن کی

ایک ایسی رو چل پڑے کہ تمام مسلمان قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے میں لگ جائیں، اگر آپ حضرات اسے خودستائی پر محمول نہ فرمائیں تو یہ ایک حقیقت ہے کہ ان پانچوں حقوق کو اپنی بساط اور محدود وسائل کے ساتھ صرف مدارسِ دینیہ ہی ادا کر رہے ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو۔

آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ گذشتہ رمضان المبارک (1435ھ) میں سعودی عرب میں رابطہ عالم اسلامی کے ادارہ "الهيئة العالمية لتحفيظ القرآن الكريم" کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب میں "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کو "خدمت قرآن" کے میدان میں نمایاں کام کرنے پر ایک "عالمی ایوارڈ" دیا گیا۔ یہ ایوارڈ اس بنیاد پر تھا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے صرف ایک سال میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ قران کریم کے حفاظ تیار کئے جن کی تعداد تریسٹھ ہزار سے زائد ہے۔ جی چاہتا ہے کہ مدراس کے علاوہ یہ اعزاز کسی سرکاری تعلیمی ادارے کو بھی حاصل ہوتا تا کہ دنیا کو قرآن واسلام کے ساتھ ہمارے حکمرانوں کے تعلق و وابستگی کا پیغام جاتا۔

''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' سے ملحق مدارس و جامعات میں تدریس قرآن کا مرحلہ نورانی قاعدے سے شروع ہو کر امام بخاریؒ کی کتاب التفسیر تک پہنچتا ہے۔ یہ سفر سترہ سال میں طے ہوتا ہے جس میں حفظ قرآن اور میٹرک تک عصری علوم کی تحصیل کے بعد ''ثانویہ عامہ'' کے تیسرے سال میں پارہ عم کا ترجمہ وتفسیر پڑھایا جاتا ہے۔ سورۃ النباء سے سورۃ الناس تک اس کے اس حصہ میں طالب علم کو قرآنی اصطلاحات، قرآنی لغات، شان نزول، آیات قرآن کریم کے اہم موضوعات اور ربط سور وآیات سے واقفیت حاصل ہوئی ہے۔ قرآنی آیات وسور کا ربط اہم قرآنی علوم میں سے ہے۔ اس کی صرف ایک مثال آپ حضرات کی دلچسپی کے لئے پیش کی جاتی ہے کہ سورۃ اخلاص میں توحید ذات وصفات اور دعوت الی التوحید کا مضمون بیان ہوا ہے جبکہ سورۃ فلق میں مضرات دنیویہ اور سورہ ناس میں مضرات دینیہ سے تعوذ کا مضمون بیان ہوا ہے۔ بظاہر سورہ اخلاص کا معوذتین سے کوئی ربط سمجھ میں نہیں آتا لیکن حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ جب آپ مسئلہ توحید کو واضح طور پر بیان کریں گے تو مشرک آپ کی جان کے بھی دشمن ہو جائیں گے اور ایمان کے بھی۔ لہٰذا سورۃ فلق میں حفاظتِ جان کا وظیفہ اور سورۃ الناس میں حفاظت ایمان کا وظیفہ بتا دیا۔

ثانویہ خاصہ کے سال اول میں سورۃ عنکبوت سے پارہ عم تک اور سال دوم میں سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک ترجمہ و تفسیر قدرے تفصیل سے پڑھایا جاتا ہے۔ ان سورتوں میں قرآن کریم کے موضوعات اربعہ، توحید، رسالت، صداقت قرآن اور ایمان بالآخرۃ کے دلائل عقلیہ ونقلیہ، قرآن کریم کی تخویفات، ترغیبات، زجرات، ازالہ شبہات، بشارات پر خصوصی کلام کیا جاتا ہے اس حصہ میں طلبہ کو فصاحت وبلاغت اور علم بدیع کی اصطلاحات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت، مجاز، استعارہ، تشبیہ، کنایہ اور قرآن کریم میں ان کے مواضع استعمال کا پتہ چلتا ہے۔

درجہ عالیہ کے سال اول میں سورۃ فاتحہ سے سورۃ یونس تک ترجمہ وتفسیر پڑھایا جاتا ہے۔ اس سال تک طلبہ قرآن کریم

کے تمام ضروری علوم، موضوعات، اصطلاحات، تخصیص و تعمیم کے اصول اور اصول مناظرہ سے باخبر ہوجاتے ہیں۔ درجہ عالیہ کے سال دوم میں حضرت امام شاہ ولی اللہؒ کی الفوز الکبیر اور جلالین شریف پڑھائی جاتی ہیں۔ اس سال طلبہ کو قرآن کریم کے علوم خمسہ بطور خاص پڑھائے جاتے ہیں جنہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے علم المخاصمہ، تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بما بعد الموت اور علم الاحکام سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس مرحلہ تک طلبہ مضامین قرآن کریم سے بہت حد تک مانوس ہوجاتے ہیں اور ان میں قرآن کریم کے اندازِ خطاب کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔

واضح رہے کہ قرآن کا انداز خطاب کبھی مشفقانہ ہوتا ہے اور کبھی حاکمانہ اور کبھی حکیمانہ۔ مشفقانہ جس طرح باپ بیٹے کو سمجھانے میں نرمی کرتا ہے اور جب تک اس کی سمجھ میں نہ آجائے مختلف طرق و امثلہ سے اس کو دہراتا ہے اور اس کے سمجھنے میں جو چیز رکاوٹ بن رہی ہو اس کو دفع کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے اسی طرح حق سبحانہ تعالیٰ بھی ہر بات کو مختلف طرق و امثلہ سے پوری طرح واضح فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ لطف یہ ہے کہ تغیر عنوانات میں وہ کشش، دل پذیری اور دلچسپی ہے کہ تکرار سے قند مکرر کا مزا آتا ہے:

هو المسك ما كررته يتضوع

قرآن کریم کے تمام مکررات اسی خطاب مشفقانہ کی مثالیں ہیں۔ حاکمانہ خطاب جیسے ”فلا تکونن من الجٰهلین“ (سو مت ہو نادانوں میں)”فان فعلت فانك اذا من الظٰلمين“ (پھر اگر تو ایسا کرے تو، تو بھی اس وقت ظالموں میں ہوگا) اس میں خواص و عوام ہر دو داخل ہوتے ہیں جیسے شاہی خطاب میں وزراء و عوام سب داخل ہوتے ہیں۔ گو وزیر میں نافرمائی کا احتمال نہ ہو۔

حکیمانہ خطاب وہ ہوتا ہے جس میں حکم کا فائدہ و نقصان بھی بیان کردیا جاتا ہے جیسے ”ولا تقربوا الزنی انه كان فاحشة وساء سبيلا“ اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

درجہ عالمیہ کے سال اول میں طلبہ کو ”التبیان فی علوم القرآن“ اور تفسیر بیضاوی شریف کا منتخب حصہ پڑھایا جاتا ہے جن میں قرآن کریم مضامین عالیہ و غامضہ کا بیان ہے، جنہیں سمجھنے کی صلاحیت ہر خواندہ ناخواندہ کے بس کی بات نہیں۔ اس کے بعد عالمیہ کے سال دوم میں صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور موطین) پڑھائے جاتے ہیں جس کے ساتھ ایک دینی طالب علم اپنی منزل مراد پر پہنچتا ہے۔

سامعین! ان گزارشات سے ہلکا سا اندازہ فرماسکتے ہیں کہ وفاق المدارس اور اس سے ملحق مدارس قرآن کریم کی تدریس و تعلیم کے لئے کیا خدمات انجام دے رہے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆......☆......☆